جلد01شمارہ19،2026

Article

A Critical Study of “Qadir Nama-e-Ghalib”

"قادرنامہ غالب" کا خصوصی مطالعہ

Dr. Sajida Kanwal [*1], Amna Parveen[2], Rimsha Parveen[3]
Department of Urdu, Government Graduate College, for Women, Khurrianwala, Faisalabad

ڈاکٹر ساجدہ کنول[1]، آمنہ پروین[2]، رمشہ پروین[3]

گورنمنٹ کالج برائے خواتین، 266رب کھرڑیانوالہ، فیصل آباد

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:
Qadir Nama is a didactic masnavi attributed to Mirza Asadullah Khan Ghalib, one of the most eminent poets of Urdu and Persian literature. Renowned for his psychological insight, philosophical depth, and stylistic innovation, Ghalib is often regarded as the representative poet of the nineteenth century. The paper examines the issue of the book’s authorship, highlighting the differing opinions of scholars, some accepting it as Ghalib’s work while others expressing doubt. Evidence of its publication during Ghalib’s lifetime, however, strongly supports its attribution to him.
The study identifies Qadir Nama as an educational masnavi designed for beginners. It presents Persian and Arabic vocabulary along with their Urdu and Hindi equivalents, including singular and plural forms and meanings, in a simple, rhythmic, and easily memorable manner. The work is believed to have been written for the early education of the children of Mirza Arif, Ghalib’s adopted son, which reflects Ghalib’s deep affection, pedagogical vision, and linguistic awareness.
The article concludes that Qadir Nama is not merely a lexical or instructional text but an important manifestation of Ghalib’s intellectual versatility, his command over language, and his educational concerns. It holds a distinctive place in Urdu literature as an early example of creative pedagogical writing that combines poetic form with practical learning.

Keywords:
Mirza Ghalib, Qadir Nama, Didactic Masnavi, Urdu Lexicography, Pedagogical Literature

فصیح الملک، نجم الدولہ، ملک الشعراء، دبیر الملک، مرزا اسد اللہ خان غالب اردو زبان و ادب کے بہترین اور عظیم شعراء میں سے ایک شمار کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اٹھارویں صدی میر تقی میر کی اور بیسویں صدی علامہ اقبال کی صدی ہے اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انیسویں صدی غالب کی صدی ہے۔ غالب کی اتنی عظمت کا راز صرف ان کی شاعری اور بیان کی شائستگی ہی نہیں بلکہ ایک ہنر ہے جو ان کی شاعری میں نظر آتا ہے کہ وہ کس طرح انسان کی نفسیات کو سمجھتے ہیں اور اسے اپنی شاعری میں جگہ دیتے ہیں۔ وہ انسانی زندگی کے حقائق کا پردہ فاش کرتے ہیں اور اس نفسیاتی پہلو کا ذکر کرتے ہیں جو کوئی اور نہیں کر پایا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غالب کا دور ایک جنگی دور تھا اور ان تمام حالات کو انھوں نے اپنی انکھوں سے دیکھا ہے اس لیے ان کی شاعری میں اتنی گہرائی اور فکر کی وسعت نظر آتی ہے۔

مرزا اسد اللہ خان غالب ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء کو ہوئی۔ مرزا غالب کے والد کا نام مرزا عبد اللہ بیگ جبکہ والدہ کا نام عزت النساء بیگم تھا۔ بچپن میں ہی جب والد کا انتقال ہو گیا تو ان کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ نے کی۔ لیکن ۱۸۰۶ء میں ان کا بھی انتقال ہو گیا تو ان کی پرورش کا ذمہ مرزا قوقان بیگ نے اٹھایا، جو کہ ان کے دادا تھے۔

غالب نے ۱۱ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا۔ ان کی پہلی زبان تو اردو تھی مگر گھر سے زیادہ تر فارسی اور ترکی زبان بولتے تھے کم عمری میں ہی فارسی اور عربی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ انہوں نے اردو کی نسبت فارسی کو زیادہ اہمیت دی لیکن پھر بھی اردو میں ان کی شاعری کا سہرا سجا اور اردو تحریروں کو فارسی تحریروں کی نسبت زیادہ اہمیت دی گئی۔

ان کی اردو تصانیف درج ذیل ہیں:

* دیوان اردو (شاعری کا مجموعہ)

* خطوط غالب (خطوط کا مجموعہ)

* اردوئے معلی

* عود ہندی

ان کی فارسی تصانیف درج ذیل ہیں:

* کلیات فارسی

* مہر نیم روز

* پنج آہنگ

* چراغ دیر

* قاطع برہان

غالب سے پہلے غزل بنیادی طور پر غمگین محبت کے اظہار کے ایک وسیلہ کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ لیکن پھر غالب نے اس کو زندگی کے مسائل، پر اسرار لمحات اور انسانی نفسیات کی کشمکش کے مکمل اظہار کا ایک وسیلہ بنا دیا اور پھر اس قسم کے موضوعات سے غزل کے دائرہ کار وسیع ہو گیا۔

۱۸۱۰ء میں جب غالب کی عمر تقریباً ۱۳ سال کی تھی تو نواب الہی بخش کی بیٹی امراؤ بیگم سے ان کی شادی ہوئی جو کہ متقی، نہایت خدا درس اور قدامت پسند سمجھی جاتی تھیں۔ غالب کے سات بچے ہوئے لیکن افسوس کے وہ سب ۱۵ ماہ سے زائد نہ جی سکے۔ اسی تنہائی کی وجہ سے غالب نے زین العابدین خاں عارف کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا، جو کہ عارف کے بھانجے تھے۔ یہ نہایت خوش ذوق انسان تھے اور شاعری بھی پسند کرتے تھے اس لیے غالب کی شاگردی بھی اختیار کرلی۔ لیکن افسوس قسمت پر کہ ان کا عین شباب کے عالم (عین جوانی میں) میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر 35 سال تھی۔ ان کے دو بچے تھے، باقر علی خاں اور حسین علی خاں۔ عارف کی وفات کے بعد ان کی پرورش غالب کی نگرانی میں ہوئی۔

قادر نامہ کے مصنف کے متعلق محققین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ یہ غالب نے عارف کے دونوں بچوں کے لیے لکھی ہے۔ شاہد صدیقی لکھتے ہیں:

> " عارف نے دو اولادیں چھوڑیں، باقر علی خاں اور حسین علی خاں۔ غالب کو عارف سے بڑی محبت تھی اور وہ انھیں اپنی اولاد سے بڑھ کر سمجھتے تھے جب عارف دنیا سے اٹھ گئے تو غالب کی محبت ان کے دونوں بچوں کی طرف منتقل ہو گئی اور غالب نے اِنھیں اپنے پاس بلالیا۔ وہ ان کی ہر ضد پوری کرتے تھے، کبھی کبھی ان کے ضد سے مجبور ہو کر انہیں سفر میں بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ "[۱]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں بچوں سے دلی محبت تھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے قادر نامہ انہیں بچوں کی تعلیم کے غرض سے لکھا ہو۔ مگر بعض حضرات تو اسے غالب کی تصنیف ماننے سے بھی انکار کرتے ہیں غلام رسول مہر صاحب بھی انہیں میں سے ایک ہیں۔ لکھتے ہیں:

"اس کتاب کا ایک نسخہ ۱۸۷۳ء کا چھپا ہوا ہے۔ میں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں دیکھا ہے۔
پبلشر کا دعویٰ ہے کہ کتاب غالب کی تصنیف ہے لیکن مجھے اس دعوے کی صحت میں کلام ہے۔"[۲]

مولوی عبدالحق، مولانا غلام رسول مہر کی کتاب "غالب" پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے قادر نامہ کی تصنیف کے متعلق شبہہ کے متعلق اپنے اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ قادر نامہ کے متعلق مہر صاحب نے شبہہ ظاہر کیا ہے اور انہیں اس میں کلام ہے کہ یہ مرزا صاحب کی تصنیف ہے لیکن میں نے مہر صاحب سے سنا تھا کہ یہ مرزا عارف کے بچوں کے لئے لکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مہر صاحب کو قادر نامہ کے ۱۸۷۳ء میں شائع ہونے والے نسخے کے علاوہ ان اشاعتوں کا علم نہیں تھا جو مرزا صاحب کی زندگی میں ہی شائع ہوئے تھے۔

پروفیسر محمد باقر نے اپنی مرتب کردہ کتاب "قادر نامہ" کے پیش لفظ میں ان دو قدیم ایڈیشنوں کا ذکر کیا ہے جو غالب کی زندگی میں ہی شائع ہوئے تھے۔ ان کو اس طرح پیش کیا ہے کہ یہ قادر نامہ کو غالب کی تصنیف ہونے کا ثبوت بنا دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

" میرے نزدیک قادر نامہ کے غالب کی تالیف ہونے کا حتمی ثبوت صرف یہ ہو سکتا ہے کہ قادر نامہ غالب کی زندگی میں اس کے نام سے دہلی سے پہلے ۱۸۵۶ء اور پھر ۱۸۶۴ء میں شائع ہو چکا تھا۔ اگر یہ غالب کی تالیف نہ ہوتی اور اس کی زندگی میں اشتہاراً اس کے نام سے منسوب ہوتی تو وہ چپکا نہ بیٹھا رہتا۔"[۳]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مہر صاحب کو قادر نامہ کے ۱۸۷۳ء میں شائع ہونے والے نسخے کے علاوہ ان اشاعتوں کا علم نہیں تھا جو مرزا صاحب کی زندگی میں ہی شائع ہوئے تھے۔

قادر نامہ دراصل مثنوی ہے اور لغت کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں اس وقت کی عام بول چال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی اور اردو مترادفات درج ہیں۔ اس کے علاوہ واحد جمع اور الفاظ معنی کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

مثالیں ملاحظہ کریں:

ہے صحابی دوست، خالص ناب ہے
جمع اس کی یاد رکھ اصحاب ہے(۴)

لفظ صحابی عربی زبان سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: ساتھ رہنے والا، رفاقت رکھنے والا یا ہم نشین۔ اسلامی اصطلاح میں صحابی اُس خوش نصیب شخص کو کہتے ہیں جس نے Muhammad کی صحبت اختیار کی، ایمان لایا اور ایمان ہی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا۔ شعر کے پہلے مصرعے میں "خالص ناب" کہہ کر صحابی کے کردار کی پاکیزگی، اخلاص اور وفاداری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جبکہ دوسرے مصرعے میں اس کی جمع اصحاب یاد رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس انداز کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ خشک لغوی وضاحت نہیں بلکہ شعری آہنگ میں ڈھل کر ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

بندگی کا ہاں عبادت نام ہے
نیک بختی کا سعادت نام ہے(۵)

غالب نے یہ کتاب ابتدائی تعلیم کے حصول کے لیے لکھی تھی اور اس کا مقصد الفاظ کے معنی آسانی سے اور اس انداز سے سمجھانا تھا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھے جا سکیں۔

غالب کے قادر نامہ سے پہلے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اور بھی بہت سی کتبیات لکھی گئی تھیں۔ جن میں "خالق باری" اور "رازق باری" وغیرہ شامل ہیں۔ زیادہ تر لوگ "خالق باری" سے رجوع کرتے تھے، اس کتاب کے مصنف "ضیاء الدین خسرو" تھے۔

غالب نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس کتاب کو مناسب نہ سمجھا اس لیے انھوں نے قادر نامہ تصنیف کی۔ اس کتاب میں مرزا غالب نے نہایت ہی سادگی کا مظاہرہ کیا، آسان اور سیدھے سادھے الفاظ استعمال کیے اور ان الفاظ کو اس طرح سے پیرو یا کہ ان کے ملاپ سے نغمگی پیدا ہوئی۔

قادر نامہ کی انفرادیت ایسی ہے کہ اس وقت کی کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ غالب چونکہ نفسیات کو جانتے تھے اس لیے بچوں کی نفسیات کو سمجھنا ان کے لیے مشکل نہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بچے ایک ہی چیز کو مسلسل پڑھ کر اکتا جاتے ہیں اور پھر وہ مسرت اور تفریح کے طریقے تلاش کرنے لگتے ہیں۔ انہیں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غالب نے قادر نامہ لکھتے ہوئے نغمگی کا انداز اپنایا۔

مثنوی کا آغاز خدا اور رسول کے نام سے کیا۔ بچوں کی تربیت کے لیے یہ اسلوب نہایت عمدہ اور دل نشیں ہے۔

قادر اور اللہ اور یزداں، خدا
ہے نبی مرسل پیمبر رہنما(۶)

رؤف پاریکھ "قادر نامہ" کے متعلق لکھتے ہیں:

"قادر نامہ دراصل ایک نصاب نامہ ہے۔ نصاب نامہ ایک طرح کی منظوم دولسانی لغت ہوتی ہے جس میں الفاظ کے معنی اور مترادفات بیان کیے جاتے تھے اور مقصد بچوں کی تدریس و تعلیم تھا۔۔۔۔غالب کا قادر نامہ بھی ایک ایسا ہے نصاب نامہ ہے جو ۱۸۵۶ء میں شائع ہوا تھا۔"(۷)

شروع شروع میں فارسی کی تعلیم وتربیت کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا کہ بچوں کو اس زبان کے کلمات یاد کروانے کے لیے اسے نظم کی شکل دے دیتے تھے اور بچے اس کو حفظ کر لیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بچے اس طرح آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔

"خوش آمدن شعر مر طبعہائی موزون راعزیزی مت"(۸)

قادر نامہ کو بھی اسی کڑی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جس میں زیادہ تر فارسی زبان کے ہندی مترادفات درج کیے گئے ہیں۔ اس رسالے کو غالب سے منسوب کیا جاتا ہے۔

غالب ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ لغت اور زبان سے ان کی دلچسپی ابتدا ہی سے تھی اسی دلچسپی کے ساتھ انہوں نے فارسی پڑھانے کے لیے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "قادر نامہ" رکھا۔ "قادر نامہ" میں مصنف نے فارسی اور عربی کے ایسے الفاظ شامل کیے ہیں جس کا استعمال زیادہ تر اردو میں ہوتا ہے۔ اکثر جگہ غالب کے خاص رنگ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر:

نام گل کا پھول شبنم اوس ہے
جس کو نقارہ کہیں وہ کوس ہے(۹)

اس اعتبار سے "قادر نامہ" کو غالب کی لسانی شعور، تدریسی ذہن اور تخلیقی صلاحیتوں کے حسین امتزاج کی ایک اہم مثال قرار دیا جاسکتا ہے، جو ابتدائی تعلیم کے لیے نہایت مؤثر اور یادگار اسلوب پیش کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱. شاہد صدیقی، "آئینہ غالب"، ڈویژن، دہلی، ۱۹۶۴ء، ص ۲۲۸

۲. غلام رسول مہر، "غالب"، خواجہ پریس، دہلی، غالب، ص ۴۰۴

۳. پروفیسر محمد باقر، "قادر نامہ"، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳

۴. مرزا غالب، "قادر نامہ غالب"، لکھنؤ، ۱۸۹۸ء، ص ۲

۵. ایضاً

۶. ایضاً

۷. تحسین سروری، "قادر نامہ"، اداری یادگار غالب، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۸

۸. محمود خان شیرانی، "بچوں کے تعلیمی نصاب"، ۱۹۳۳ء، ص ۵۱

۹. مرزا غالب، "قادر نامہ غالب"، لکھنؤ، ۱۸۹۸ء، ص ۵

References:

1. Shahid Siddiqi, Aaina-e-Ghalib, Division, Delhi, 1964, p. 228.
2. Ghulam Rasool Mehr, Ghalib, Khwaja Press, Delhi, p. 404.
3. Prof. Muhammad Baqir, Qadir Nama, University of the Punjab, Lahore, 1969, p. 3.
4. Mirza Ghalib, Qadir Nama-e-Ghalib, Lucknow, 1898, p. 2.
5. Ibid.
6. Ibid.
7. Tahseen Sarwari, Qadir Nama, Idara Yaadgar-e-Ghalib, Karachi, 2014, p. 8.
8. Mahmood Khan Shirani, Bachon ke Taleemi Nisab, 1933, p. 51.
9. Mirza Ghalib, Qadir Nama-e-Ghalib, Lucknow, 1898, p. 5.